اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب

الحمد للہ والمنۃ کہ مکتوبات عالم ربانی حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ مسمے بہ

لطائف قاسمیہ

١٣٢٦ھ

بار دوم باہتمام احقر انام محمد عبد الاحد غفر لہ الصمد ماہ ذیقعدہ سنہ ١٣٢٦ ہجری

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی غرق دریاے گناہم
ہزاران بار توبہ ہا شکستم
بآن رحمت کہ وقف عام کردی
رہین این چنین مقسوم ماندم
دلم از نقش باطل پاک فرما
بشو از من ہوائے کعبہ و دیر
دلم را محوِ یاد خویش گردان
کہ خارِ عیب از جانم برآرے
بسی بگذشتہ شاہانہ مرادم

تو میدانی و خود ہستی گواہم
حجابِ مقصدم عصیان من شد
جہانرا دعوتِ اسلام کردی
گدا خود را ترا سلطان چو دیدم
براہِ خود مرا چالاک فرما
درونم را بعشقِ خویشتن سوز
مرا حبّ مراد خویش گردان
گناہم را اگر دیدی نگر ہم
بدرگاہت رسیدم سازشادم
بحال قاسم بیچارہ بنگر

گناہ بیعدد را بار بستم
گناہم موجب حرمان من شد
نمیدانم چرا محروم ماندم
بدرگاہِ تو ای رحمان دویدم
بکش از اندرونم الفتِ غیر
بہ تیر درد خود جان و دلم دوز
اگر نالایقم قدرت تو داری
بعفو و فضل خود ای شاہ عالم
بچشمِ لطف ای حکم تو بر سر

مکتوب اول بنام مولوی محمد صدیق صاحب مرادآبادی
در اثبات حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سراپا عنایت سلامت، السلام علیکم۔ کل جو آپ کا عنایت نامہ پہونچا کیفیت مندرجہ کو دیکھکر

بہت گھبرائی ہنوز اور تحریرون سے چندان فراغت نہوئی کہ ایک اور سر پر آن پڑی مفصل لکھون تو کہانتک لکھون یہ بحث ایک دریائی ناپیداکنار ہے اور اختصار کیجئے تو کہانتک دریا کو کوزہ مین لانا دشوار اس لئے فقط عقیدۂ دل سے آگاہ کئے دیتا ہون اس ضمن مین کسی دلیل یا مثال کی طرف بھی اشارہ ہوجائے تو ہوجاوے ابنیا رکرام کو انھین اجسام دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہون یہ نہین کہ مثل شہدا ان ابدان کو چھوڑ کر اور ابدان سے تعلق ہوجاتا ہے یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ شہدار کے مال مین میراث ہوئی اور انبیا رکرام علیہم السلام کے مال مین میراث جاری نہوئی حالانکہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین سب کو عام ہے عوام ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہدار کی ازواج کو بعد عدت معروفہ نکاح کی اجازت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی شان مین یہ حکم آیا ولا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدًا حالانکہ عموم واحل لکم ماورار ذلکم جس سے حلت غیر منکوحہ فارغ العدۃ سمجھہ مین آتی ہے اور عموم والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وغیرہ جس سے بعد مرور عدت ازواج کو اجازت نکاح نظر آتی ہے اس کے مخالف ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ نمانئے اگر شہدا رانھین ابدان کے حساب سے ہوتے تو پھر اُن قبور مین مستور ہوجانا بہت ہوتا تو مجرمون اور مظلومون کے محبوس ہونے کی برابر ہوتا نہ مال مین میراث چل سکتی نہ ازواج کو نکاح کی اجازت ہوتی ورنہ اس حساب سے تو ہم مردہ دل ہی اچھے رہتے جنکی زندگانی موت سے بدتر ہے کیونکہ اس نام کی زندگانی پر ہمارے لئے تو یہ انعام کہ نہ مال مین کوئی تصرف کرسکے نہ ازواج کی طرف کوئی نظر بھر کے دیکھ سکے اور وہ اس حیات کامل پر بھی اس دولت وعزت سے محروم رہے مگر چونکہ یہان کے اموال ہمین کے ابدان کے شکست وریخت کے لئے ہین اور یہان کے ازداج انھین ابدان کی ثمر کے تخم ریزی کے لئے مصداق نساکم حرث لکم ہین ہین تو بعد انفکاک تعلق روح کو ان کے متعلقات سے کیا تعلق رہ جائیگا بلکہ جیسے گھوڑا سواری کے لئے اور گھاس دانہ گھوڑے کے لئے اور گھوڑا نرہے تو پھر گھاس دانہ سے بھی کچھ مطلب نہین رہتا ایسا ہی ابدان ارواح کے کاروبار کے لئے بلکہ اُس کا مرکب اور اُس کی سواری اور اموال وازواج ابدان کے لئے اور ابدان نرہین تو پھر ان سے بھی مطلب

رہے گا اس لئے شہداء کے اموال وازداج مین بھی بوجہ انفکاک تعلق مذکور اور ون کو بطور مناسب اجازت ہوگی اور یون ہی بیکار رہنے دین گے مگر ہان جیسے یہان گہاس دانہ کی طلب اور اُس سے تعلق دلی اس بات پر شاہد ہوتا ہے کہ طالب اور صاحب تعلق کے گھر پر گھوڑا وغیرہ گہاس دانہ کھانے والا کوئی جانور ہوگا ایسا ہی اموال وازداج سے تعلق اس بات پر شاہد ہو سکتا ہے کہ صاحب تعلق کو اپنے ابدان سے تعلق ہے اس تقریر مختصر سے اسقدر تو بشرط فہم وانصاف خواہ مخواہ ذہن مین آہی جاتا ہے کہ انبیاء کرام کو اپنے ابدان سے تعلق اُس قسم کا تعلق اب بھی ہوگا جس قسم کا پہلے تھا یہی نہین کہ جیسے وطن سے باہر اپنے وطن کو یاد کرتے اور اُس فاصلہ پر اور بستیان ہون تو اُن کی کچھ خبر نہین ہوتی ایسے ہی انبیا کی ارواح کو بھی مثل دیگر اموات اپنے ابدان سے ایک تعلق یادگاری محبت ہے مگر چونکہ اور ابدان سے محبت نہ تھی تو تعلق یادگاری ہی نہین ایسا ہی تعلق ہوتا تو احکام بھی یکسان ہوتے ہان یون کہئے تو خیر کہ خدا کے حکم محض پوچ اور بے حکمت ہوتے ہین مگر چونکہ آپ سے یہی امید ہے کہ خداوند علیم وحکیم کو حکیم ہی سمجھتے ہون گے اس لئے یہ بھی امید ہے کہ بدلالۂ حکم مذکور انبیا کو ابدان دنیا کے حساب سے زندہ سمجھینگے پر حسب ہدایۂ کل نفس ذائقۃ الموت اور انک میت وانہم میتون تمام انبیاء کرام علیہم السلام خاصکر حضرت سرور انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت موت کا بھی اعتقاد ضرور ہے مگر اس صورت مین یہ اجتماع موت وحیات ایسا ہوگا جیسا وقت حرکت کشتی جانشین کشتی کا حرکت وسکون جیسے یہان سکون اصلی ہے اور حرکت عرضی ایسی ہی وہان بھی حیات اصلی اور موت عرضی ہوگی اس لئے استمرار بھی اگر تسلیم کرلیا جائے تو کچھ مخالف مطلب نہوگا کیونکہ حیات پھر بھی موجود ہے یا جیسے آب گرم مین اجتماع حرارت کے لئے برودت حرارت کے لئے دلیل کی کیا حاجت وہ خود مشہود ومحسوس ہے ہان برودت کی دلیل لیجیے اگر برودت نہوتی تو آگ کو کیونکر بجھا سکتا آگ کے بجھانے کے یہی معنی ہین کہ مادہ حرارت کو کہو دیا اور نیست ونابود کردیا مگر ظاہر ہے کہ اضداد کو بجز اضداد عالم اسباب اور کسی سبب سے باطل اور نیست ونابود نہین کرسکتی مگر یہ بھی تسلیم کرنا ضرور ہے کہ وقت موت حیات انبیاء کرام علیہم السلام اور بھی شدید ہوجائے کیونکہ جب حیات اصلی اس صورت مین کبھی قبر مین رہنا کبھی آسمان پر نظر آنا ایسا ہوگا جیسا حالت حیات سابقہ مین کبھی زمین پر رہنا کبھی بوجہ معراج آسمان پر چلا جانا زیر گرد

موت عرضی مستور ہوئی تو پھر ایسی صورت ہوجائے گی جیسے فرض کیجیے چراغ کو کسی ظرف گلی مین رکھکر سرپوش رکھدیجئے جیسے یہان تمام شعاعین باہر سے سمٹ کر اُس ظرف مین آجاتی ہین بلکہ خود شعلہ چراغ مین سما جاتی ہین جس سے وہ اشتداد مشار الیہ نمایان ہوجاتا ہے ایسے ہی یہان بھی خیال فرمائیے اس صورت مین موت انبیائے کرام اور موت عوام مین ایسا فرق ہوگا جیسا چراغ کے ظرف گلی مین مستور ہوجانے اور گل ہوجانے مین فرق ہے یہان جیسے باعتبار مکان اندھیرا دونون صورتون مین برابر اور پھر اتنا فرق ہے کہ باعتبار اہل اتنا پہلے نہ تھا ایسا ہی یہان بھی سمجھ لیجئے اور شاید یہی وجہ ہے کہ انک میت جدا کہا اور انہم میتون جدا فرمایا مثل ثم انکم یوم القیامۃ جو اگلا جملہ ہے سب کو شامل کرکے انکم میتون نفرمایا کہ اسی فرق مراتب موت کی طرف اشارہ باقی رہے بالجملہ حیات حال انبیار کا مثل حیات سابق ہونا اور پھر اس سے اشد اور اعلی ہونا یون ظاہر ہے کہ مماثلۃ تو فی تعلق الابدان الدنیاویہ سے یہ نہین کہ مثل شہدا ابتدیل ابدان کئے گئے ہو اور اشدیۃ یون ظاہر ہے کہ بوجہ احاطۂ ضد معلوم جسکو موت کہیئے تمام فیض حیات جو مثل شعاع شمس و قمر اطراف بدن اور اُس سے باہر تک بذریعہ افعال جاتا تھا سمٹ کر داخل بدن کی طرف چلا آیا سمجھ لینے کے لئے تو یہ کافی ہے پھر اس سلامت اجساد کو لحاظ کیا جائے تو اور بھی تائید ہوجاتی ہے رہین احادیث اُن کے رجوع کرنے کی اس وقت ضرورت نہین جو یہ تحقیق کیجیے کہ کون سی حدیث صحیح ہے اور کون سی ضعیف پر پھر تسپر مجھکو ان باتون کی خبر کم ہوتی ہے کیونکہ یہ باتین کتابون سے متعلق ہین اور آپ خود جانتے ہین کہ جیسے سپاہی بے ہتیار ہوتے ہین ایسا ہی یہ جاہل عالم بے کتاب ہے یہ باتین آپ خود حضرت شیخ کی تصانیف سے نکال لین مگر ایسا یاد پڑتا ہے کہ اکثر احادیث باب حیات ضعیف ہین زیادہ کیا عرض کرون ہان اتنا عرض کیئے دیتا ہون کہ گو عقیدہ تو یہی ہے اور مین جانتا ہون انشاءاللہ تعالی ایسا ہی رہیگا مگر اس عقیدہ کو عقائد ضروریہ مین سے نہین سمجھتا نہ تعلیم ایسی باتون کی کرتا ہون نہ منکرون سے دست و گریبان ہوتا ہون خود کسی سے کہتا نہین پھرتا کوئی پوچھتا ہے اور اندیشۂ فساد نہین ہوتا تو اظہار مین دریغ بھی نہین کرتا آپ اس امر کو ملحوظ رکھین تو بہتر ہے فقط

المکتوب دوم در اثبات تراویح بدلائل عقلی و براہین نقلی

کمترین انام محمد قاسم نام کہ بیچمدانی شعار اوست و طاعۃ نفسانی کار او نخدمت مجموعۂ مکارم اخلاق عبدالرحیم خان صاحب دام اخلاقہ سلام مسنون عرض کردہ عرض پرداز ست کہ نامہ نامی کہ بنام احقر بہ نشان میرٹھ ارسال فرمودہ بودند از میرٹھ بہ نانوتہ و از نانوتہ بگنگوہ و از گنگوہ برامپور رسیدہ نزدم کہ اواخر شوال رسیدہ ممنونم گردانید نظر برا ہتمام سامی در امور دینیہ وآنہم چندانکہ در فضائل اعمال دلائل این چنین باید و دلالت این چنین چندانکہ بر خود نفرین ہا کردکہ ہنوز گرفتار ہوا و ہوس و ہر دم بحکم مسابلہ کارایندم بدم می گنم ہمان قدر بر آنجناب آفرینہا خواندم و گفتم کہ چون در فضائل اعمال اینقدر اہتمام است و این مسارعۃ در دیگر اعمال عالیہ از فرائض و سنن موکدہ چہ قدر ذخیرہای عمدہ بہم آوردہ باشند جزاکم اللہ خیر الجزاء از ہمان دم خیال جواہش عزم را مے انگیخت و پاس مبارک بدلم می آویخت اما بالائے تکاسل طبع زاد کہ باستماع عادات احقر از بعض ملازمان دریافتہ باشند پریشانی روزگار کہ ہر روز از جای بجای میرفتم و ہجوم کار کہ از کاری بکاری می نشستم نیز فرصتم نداد کہ بہیچو اشتغال غیر ضروریہ پردازم با اینہمہ بدیدن سیاق و سباق نامہ سامی و مطالعہ دلائل و مقاصد گرامی ندانم غلط است یا راست از ہر طرف بوی تعصب و تعمق شمیدم و بظاہر این کار جناب نیست کسی دیگر است کہ در پردہ نام جناب درین میدان کو دانہ رفتہ فرمودہ امام ابن صلاح را باد عایش چہ مناسبت آرے اگر اثبات احکام منحصر در صحاح بودے می توان گفت کہ فلان حدیث اثبات تراویح نمی توان کرد آری اثبات مطالب بقدر ثبوت دلائل می باشد صحاح بقدر ثبوت خود وضعاف بقدر ثبوت خود اثبات مطالب میکنند غرض حسب تنوع دلائل مطالب متنوعہ بثبوت میرسند از متواترات عقائد ضروریہ مثل توحید و رسالۃ و حقیقۃ کلام اللہ ثابت می توان کرد و از احاد صحاح این کار نمی برآید و از احاد وجوب اعمال و تاکد سنن باید گرفت از ضعاف این کار نباید گرفت این فرق از کجا خاست از تفاوت سند خاستہ ورنہ نفس حدیث و اضافۃ بنوی ہمین خواہد کہ ہر دو را بیک پلہ باید سنجید مگر ظاہر است کہ احادیث ضعیف نہ چنان ثابت اند کہ ہمسنگ صحاح و حسان گردند نہ چنان باطل کہ ہمرنگ موضوعات شوند پس لاجرم مرتبہ آنہا باعتبار ثبوت و عدم ثبوت فیما بین صحاح رتبہ بلکہ حسان و موضوعات خواہند بود مثل موضوعات کہ سراسر باطل اند و بوی از ثبوت نشمیدہ بیکار بمانند حسان و صحاح و متواترات

در کار اثبات پرکار اند اندرین صورت ثبوت فضائل اعمال که از مطالب حسان و صحاح و متواترات
فروتر است از ضعاف چه مستبعد و ظاهر است که در صورت ترک اتفاق فقها به ثبوت و تاکید تراویح
معلوم رتبه‌اش از فضائل نمی فزاید پس اگر حدیث نسبت تراویح ضعیف باشد ظاهر پرستان را چه
باک در فکر او اگر جگر خون کنند کنند مدعیان تاکد کنند هان اگر تعارض مزعوم کسانیکه درین زمانه درین باره
غوغا کرده اند و میگویند که حدیث بست با حدیث یازده متعارض است مبرهن شود البته ترک بست
و اختیار یازده خیلی بجا بود گو در انهم گنجایش گفتگوهای دیگر باشد و بیشتر از اثبات تعارض از برا همی طرف برای
کلمه السلام ... باقی مانداینکه جناب ختمی مآب صلی الله تعالی علیه وآله وسلم در رمضان و غیر رمضان همی یازده را
بجا آورده اند چنانچه از حضرت عائشه مرویست با آنکه حضرت رسول اکرم صلی الله تعالی علیه وآله وسلم
در لیالی سه گانه همی یازده خوانده اند چنانچه از جابر مرویست این حدیث گو بظاهر با حدیث بست که
مرفوع است بنظر ظاهر بینان متعارض نماید اما در حقیقت حکم بتعارض خالے از جهل یا عناد نیست
اول تراویح را از تهجد باید گفت بعد از ان تطبیق تعارض عزم باید کرد اگر گویند که تراویح مثل صلوة اوابین
که بعد مغرب میخوانند و نوافل عشا که بیش و بیش آن خوانده می شوند نوع دیگر و تهجد نوع دیگر و هر دو حدیث مذکور
درباره تهجد است خود ظاهر است که اعتراض تعارض بیکسو خواهد رفت باز چون با تصال تراویح با عشا
ادا کردن آن در اول شب و افتراق تهجد از عشا، که نوم و دیگر اعمال کثیره بمیان می آیند و ادا کردن آن
در آخر شب نظر افگنیم این را موجه می یابیم سهند در تهجد روایات کثیره از حضرت عائشه مرویست و هم
از بعض صحابه ماثور بعض از ان در صحیحین و بعض در کتب دیگر از صحاح سنت منقول است چنانچه خوانندگان
حدیث همه میدانند پس هرچه ملازمان جناب وحشی خامی جواب آن خواهند داد از ین تعارض هم
همان را قبول کنند بالجمله چنانچه حمل بر تعدد واقعه احادیث بخاری و مسلم را موافق باهم توان کرد
حدیث بست رکعت و یازده رکعت را نیز باهم متعانق باید ساخت از ین صورت ضعف حدیث
بست در امتثال منطوق آن مانع نخواهند شد هان اگر امام ابن صلاح لیاقت قبول اقوال از نصوص
قطعیه بهم رسانیده اند و کلام الله یا حدیث باتباع اوشان خوانده و دیگر علما را اصول و فقها این منصب
بهم رسیده ما را گنجایش عرض معروض خویش نیست و اگر اوشان را امام اصول حدیث باینمعنی تصور بکنند
که درین فن یکتاء روزگار و مرد این میدان و این کار بودند درباره محافظة الفاظ حدیث هر قاعده

بر بنیاد نهند بر چشم نهادنی است و هر راهی که روند قابل گام کشادنی است ما را مسلم مگر اوشان را اگر در
محافظهٔ الفاظ حدیث که بغرض محافظهٔ معانی مقصود است چنانچه جملهٔ فلیبلغ الشاهد الغائب یا جملهٔ فرب
مبلغ اوعی من سامع پیوسته بران شاهد است ائمهٔ اصول فقه را در فن محافظهٔ معانی ید طولی است اوشان
دران باره اگر قابل اقتدا هستند ایشان درین باره لائق اتباع قاعده بنیاد نهادهٔ ائمهٔ اصول ختم همین است
که فضائل اعمال از ضعاف هم ثابت می توان شد و اگر نیک تامل کرده شود آن موضوعات که نظر بر کذب
رواتش در مواقع دیگر از اد موضوعات شمرده اند باین کلیه بالیقین غلط و مخالف واقع نمی باشند فان الکذوب
وقد یصدق هم چنانچه جملهٔ صحاح صحیح بمعنی مطابق واقع نمی باشند فان الصدوق قد یخطی و نیز احتمال
دروغ از غیر معصوم چه مستبعد چنانچه در بعض صحاح مشهود هم همین است ندانی که در بخاری شریف
در باب عمر شریف حضرت رسول اکرم صلی الله علیه و آله و سلم سه روایات باهم متعارض آمده شصت
و شصت سه و شصت پنج و همه میدانند که توافق این روایات باعتبار منطوق خویشتن محال است
لاجرم یکی مطابق واقع و دو مخالف واقع خواهند بود حالانکه باعتبار اصطلاح اصول حدیث هر سه
روایات صحیح اند ورنه امام بخاری که التزام ایراد صحاح کرده اند در کتاب خودی آورده اند این صورت را
مرجحی باید که یکی را مظنون الصدق یا مقطوع الوقوع گرداند و دیگران را مظنون الکذب و یا قطعی البطلان
گردانند پس مرجح اگر از قسم روایات است عام است که صحیح باشد یا ضعیف چنانچه ظاهر است و اگر از
قسم درایات باشد از اندازه حرکت که یکی از کارهای نبوی است چنانچه آیهٔ یعلمهم الکتاب والحکمة بران دلالت
میدارد بیرون نرفته باشد اندرین صورت حدیث ضعیف هم اگر مؤید بدرایة شود از مرتبهٔ خود بالا رفته
کار دگر خواهد کرد چنانچه آیهٔ و اذا جاءهم امر من الامن او الخوف اذاعوا به و لو ردوه الی الرسول و الی
اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم برین قضیه گواهم موجود است چه اخبار مشار الیها اگر از قسم صحاح
بودے اذاعة را محل طعن نمی شد و اگر در آیة درایة مؤید ضعاف نمی شد جملهٔ لعلمه الذین یستنبطونه چه
معنی داشتے اکنون معروض آن است که روایة بست رکعة نیز بزعم احقر مؤید بدرایة است و معارض
کدام روایة نیست اگر اندیشه که بدان اشاره کرده آمده ام سد راه قلم نبودی اگر همه مافی الضمیر خود زیر قلم
نیاوردمی باری قلیل کثیر از آن آویزهٔ گوش سامی میکردم مگر چه کنم که تسلی سامی در استدلالات از حق
کناره میرود چنانچه قدری معروض شد و قدری اکنون معروض میشود مدار طعن بر روایة مؤطاء

برین داشته که یزید بن رومان زمانه حضرت عمر رضی الله عنه ندریافته سبحان الله چه دلیل است وچه
مدعا خلاصه طعن این برایدکه مرسلات تابعین اعتبار برافشاید اول این را اثبات باید کرد بعد ازان
روایة مذکوره را رد باید فرمود عدم اعتبار مراسیل تابعین اگر تراشیده خویشتن ست این را کمی پرسد واگر
تقلید دیگران است بجز امام شافعی کیست که باین طرف رفته امام ابوحنیفه رح امام مالک رح همه
برانند که مراسیل تابعین همه مثل مراسیل صحابه معتبر اند بلکه از سند زیاده چه ترک اسناد دلیل وثوق خود ست
وذکر اسناد بر فهم سامع گذاشتن وگویا العهدة علی الراوی گفتن است اگر از تقلید عار ست قول امام ابن
صلاح رح را بدیوار باید زد واگر تقلید اوشان جائز ست امام ابوحنیفه رح وامام مالک رح چه تقصیر فرموده اند امام
ابن صلاح رح اگر تاسیس قواعد حفظ ونگاهداشت الفاظ بصیرت حاصل کرده اند امام ابوحنیفه رح وامام مالک رح
نیز در تاسیس قواعد محافظه معانی ید طولی دارند واگر ازین قواعد محافظه معانی بهم رسیده ودر بعض مواقع
بنظر ملازمان جناب علی تقدیر التسلیم معنی مقصود از دست میرود از قواعد محافظة الفاظ نیز این محافظة
علی العموم دیده نمیشود چنانچه از ملاحظه احادیث عمر شریف حضرت رسول الثقلین صلی الله علیه وآله وسلم
هویدا است واگر درین باره بتقلید امام شافعی بر وشان احسان نهاده اند از ما مبارکباد مگر اند درین صورت
اگر ملازمان جناب اقتفا امام شافعی ورزیده ما گنهگاران اتباع امام ابوحنیفه رح لازم گرفته ایم اگر فرق است
همین قدر است که امام ابوحنیفه امام اعظم اند بالجمله بتقلید یکے از ائمه مقلدان ائمه دیگر را الزام نباید داد
وباد شان دست گریبان نباید شد این است جواب آنچه که ملازمان جناب بطور قواعد روایة
برنسبت رکعة طعن فرموده بودند باقی مطاعنیکه بطور درایة داده فرموده اند جواب آن چه گوییم که خود
از دائره فهم بیرون می نماید بجز آنکه تعصب وتعمق باعث این یاوه گوئیها شده باشد دیگر چه گفته شود
واگر باور نیست باید شنید یکی ازان مطاعنها اینهم است که اگر بروایة علیکم بسنتی وسنة الخلفاء دست آویخته
شود بلحاظ آنکه سنتی وسنة الخلفاء هر دو معرفه اند دیگر ارسعاف مشعر باتحاد اول یا ثانی میباشد لازم است
که سنة الخلفاء که اتباع آن در حدیث اشاره فرموده اند همان سنة نبوی علیه وعلی آله تحیة وسلام و در بیست
رکعت این امر مفقود است میگوییم که اول این قاعده نزد علماء اصول کلیه نیست با تباع اوشان ملازمان
مخدوم را گنجائش طعن بهم رسد وما را فکر جواب باعث تردد شود دوم اینجا فقط لفظ سنت مکرر آمده آن
بذات خود نکره است وتکرر نکره باعتراف همان کسان که تکرر معرفه را مشعر بر اتحاد شمرده اند مشعر تغایر است

نظر برین لازم کہ سنۃ الخلفاء غیر سنۃ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام باشد و یای متکلم و لفظ الخلفاء اگر معرفہ ست
یکی ہم ازان مکرر نیست و اگر نظر بر معرفیۃ عرضیۃ است آن معرفہ خود از معرفہ دیگر مغایر شدہ چنانچہ آن
دو بذات خود متغایر اند این و آن معرفہ نیز متغایر خواہند بود وجہش چنانچہ دانی انیست کہ محکوم علیہ حقیقی
در صفات عرضیہ ہمان موصوف بالذات میباشد پس اگر موصوف بالذات چیز واحد ہست صفت عارضیہ
نیز چیز واحد خواہد بود و اگر دو شئی متغایر است صفات عارضیہ باہم دو شئی متغایر باید پنداشت پس اگر سنتی
و سنتی مکرر می آمد یا سنۃ الخلفاء و سنۃ الخلفاء مکرر می شد این گفتگو را بظاہر خیلی بجا گفتہ می شود و با اینہمہ
در ابنارنا و ابناءکم بلکہ در انفسنا و انفسکم کہ در کلام اللہ یک جملہ مکرر آمدہ چہ خواہند فرمود سبحان اللہ باینچنین
ابلہ فریبیہا و این لن ترانیہای دور و دراز علاوہ برین ہمہ اہل فہم را درین قدر اتفاق است کہ عطف
مقتضی تغایر می باشد تا وقتیکہ تغایر حقیقی یا تغایر اعتباری بدست نیاید عطف نتوان کرد دوم آنکہ طعن لام
تعریف در جمع مفید استغراق می باشد اند رینصورت لازم است کہ جمیع خلفاء مراد باشند پس سنۃ
الخلفاء کہ اشارہ بالتزامش فرمودہ اند می باید کہ سنۃ ہمہ خلفاء راشدین باشد و بست رکعت اگر ہست سنۃ
حضرت عمرؓ ہست سنۃ حضرت ابی بکرؓ نیست این اعتراض از ہمہ افزون تر است ماشاء اللہ فہم مطالب باید بایسان
و نکتہ فہمی کہ ما از فہم اینقدر شاید مخدوم من اینقدر مسلم کہ جمع محلی باللام از الفاظ عموم است و لام تعریف در جمع
اکثر مفید استغراق می باشد اما منشاء آن مخدوم ندانم معنی اجتماع از کدام پہلو می برآرند و این تحقیق از عقل
یا از نقل از کجا می نگارند مفاد استغراق ہمان مفاد کل افرادی می باشد نہ مفاد کل مجموعی تا این مطلب
باین دلیل مربوط می شد و ظاہر است کہ در کل افرادی حکم راجع بہر فرد جداگانہ می باشد آری در کل مجموعی
حکم قضیہ راجع بجانب مجموع میگردد و افراد را از ان سروکاری نمی بود و آنچہ منشی جناب فہمیدہ اند
محصلش ہمین ارجاع حکم بجانب مجموع است ازین تا ازان فرقے ہست کہ بفرق زمین و آسمان تعبیرش
توان کرد با اینہمہ حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم را حکم باید کرد و باید دید کہ چسان فیصلہ این نزاع
میکنند علاوہ برین نصوص قطعیہ قرآن شریف و حدیث را کہ در بعض مواقع بر جمع محلی باللام مستعمل می نمایند مثلاً
ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین چہ جواب خواہند داد کدام است کہ نمیدانند کہ اینجا اجر مجموعہ مراد نیست چہ
یک محسن ہم اگر بعالم باشد تاہم اضاعت اجرا و نخواہند شد و نیز باید کہ بر طبق فہم منشی جناب اجر ہمہ محسنین یکی
باشد و آن ہم چندانکہ تعدد شخصی را در ان گنجایش نبود نہ تعدد نوعی را مجال چہ عطا را یکبارہ خواہد شد

مثل صلوٰت کہ بتعدد ازمنہ واختلاف مکرر بسہ کرر مطلوب می شود بتعدد ازمنہ مختلف نخواہد شد ہمچنین در جاہد
الکفار والمنافقین لازم است کہ جہاد مجموعہ کفار ومنافقین مراد باشد اندرین صورت باحضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را باید گفت کہ ازین جہان بے ادائے فرض تشریف بردند یا بر خداوند احکم الحاکمین
نعوذ باللہ غصہ باید کرد کہ اینچنین حکم دشوار بر نبی خود فرستاد کہ ادائیش نتوانستند وعیب عدم امتثال
ازین جہان بردند نعوذ باللہ من سوء الفہم وازین ہم درگذشتیم اذان ثالث جمعہ بشہادۂ صحیحین سنت
حضرت عثمانؓ ذی النورین است رضی اللہ عنہ پیشتر از زمانۂ اوشان فقط بآن دو اذان اعنی یکی
اذان خطبہ دوم تکبیر بود پس از سنۃ الخلفاء در حدیث مذکور اگر سنت ہمہ خلفاء بطور مذکور مراد باشد لازم آید
کہ اذان مذکور داخل بدعت شود نہ سنت نبوی ست نہ سنت خلفاء بطور مذکور وفا این التزام بدعۃ اندا
اندرین صورت نہ تنہا بر حضرت عثمانؓ خواہد بود بلکہ جملہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ دران زمان
حاضر بودند مبتدع خواہند شد ومیدانی کہ این ہمان گناہ وہمان عیب است کہ رفاض وشیعہ از
دائرہ سنت وجماعۃ بدان بدر رفتند واز بنہم باید گذشت در آیۃ اولئک الذی ہدی اللہ فبہدیہم
اقتدہ ضمیر ہدیہم راجع بسوی الذین است معنی این شد کہ بروش آن کسانیکہ ذکر اوشان کردہ ایم باید گرفت
غرض لفظ ہدیہم در قوۃ ہدی الذین شد ومعلوم است کہ مخاطب باین حکم جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اند ومشار الیہ بموصول انبیاء مذکور الصدر کہ منجملہ آن حضرت موسی علیہ السلام
وحضرت داؤد علیہ السلام ہستند وموافق این خطاب واین ارشاد حضرت صلی اللہ وآلہ وسلم
در روزۂ عاشورہ اقتدا بہ حضرت موسیٰ کردند ودر سجدۂ تلاوۃ سورہ ص اقتدا بحضرت داؤد علیہ
السلام کردند واگر سجدہ سورۂ ص اقتدا بہ حضرت داؤد علیہ السلام نگویند وگویند کہ سجدۂ حضرت داؤد
علیہ السلام بجہت استغفار وسجدۂ حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہت شکر پروردگار کہ مارا
ازین قسم ابتلاء محفوظ داشت در اقتدار حضرت موسےٰ علیہ السلام در روزہ عاشورہ کلام نیست چنانچہ
حدیث نحن احق بموسیٰ او کما قال بران گواہست گو بوجہ دیگر از پیشتر ہم ازین روزہ معمول حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باشد آرے اگر اجتماع وجوہ کثیرہ در یک عمل محال بودے مضائقہ نبود مگر
مساعد این نہ عقل است چنانچہ دانی ونہ نقل چنانچہ انما لکل امرء ما نوے میخوانی ومیدانی کہ از
ہمین جا تضاعف ثواب صلہ از صدقہ می برآید چنانچہ ماہران حدیث می دانند الغرض این قسم

سنن فقط یک دو نبی است سبب جملہ انبیا بہدی ہمہ مرسلین مذکورین نیست اند درین صورت
در حدیث اقتدوا باللذین من بعدی کہ لفظ الذین واقع است ہمان عموم خواہد بخشید کہ الذین
واقع آیۃ مذکورہ بخشیدہ فرق اگر ہست فرق تثنیہ وجمع است مگر این قسم فرق در تبدل ماہیت
بمضامین ولوازم آن کارگر نمی توان شد پس چنانچہ در آیۃ مسطورہ سنت یک نبی قابل اتباع
برآمد اینجا نسبب یکے خلیفہ ازان دو کہ درین حدیث مراد اند لائق اتباع واقتدا خواہد بود ہان
اگر اینجا لفظ اقتدا نبودی شاید مجادلانرا گنجایش زبان کشائی می بود می توانستند گفتن کہ در اقتدا
واتباع مثلاً فرق است این است آنچہ کہ بطور عجالۃ ونظر سرسری در استدلالات مجتہد جناب مفاسد
بنظر این ہیچمدان در آمدہ اکنون التماس اینست کہ نظر باین تعصب وتعمق کہ در اجتہاد مجتہد صاحب
یافتہ نگاشتہ ام از تحریر جواب اصل مسئلہ دست کشی اولی دانستم چہ اگر چیزی مینویسم لاجرم تنقیح وتصحیح آن
وسنجیدن بہ حوالہ ہمان صاحب میشد کہ باین رہ رفتہ اند اوشان اول بار کدام ناانصافی گذاشتہ اند
کہ باین بار کوتاہی خواہند فرمود **بیت** تو کار زمین را نکو ساختی + کہ با آسمان نیز پرداختی +
ورنہ در اواخر رمضان شریف بتکلیف مولوی احمد حسن امروہوی کہ یکی از احباب احقر اند چیزی درین
بارہ نوشتہ بامروہہ فرستادہ بودم از وشان نقلش بہم رسانیدہ میفرستادم لیکن چہ کنم کہ بنظر انصاف
معذورم دیگر آنکہ انچہ کہ بلفظ مضامین شعریہ بآن اشارہ فرمودہ اند میخواہم کہ نقلش اگر ممکن باشد
بمن ارزانی فرمایند تا شاید چیزے زیر این چرخ باشد باقی غرض دیگر این است کہ بندۂ کمترین عاملان
بالحدیث را بالشرط فہم بد نمی انکارد بلکہ این را شعار ایمان می داند لیکن این چنین بدفہمان را کہ مضامین
نامہ سامی ریختۂ قلم اوشان است ہرگز عمل بالحدیث روا نمیدانند اینچنین کسان منجملہ یضل بہ کثیرا
ہستند والعاقل تکفیہ الاشارۃ الغرض راہی اختیار باید کرد کہ بر اکابر صحابہ طعن نیفتد ودین برہم نشود
واحادیث باہم وبا قرآن شریف متعانق مانند اما طوریکہ باختیار آن مطاعن بجانب صحابہ عائد شوند
واحادیث باہم متعارض شوند وروش قرآن مکذب آن شود ہرگز پسندیدہ خدا ورسول نیست
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وطرزی کہ ایجاد مجتہد مذکور است ہمچنین است چنانچہ عرض کردہ شد دیگر
آنکہ ہر کہ قصد عمل بالحدیث کند آنرا باین چنین اجتہادات چہ کار اگر ارادہ عمل بالحدیث باین
معنی است کہ ہرچہ در ظاہر احادیث یابند بران عمل کنند آن مقصد مقتضی این است کہ در لئے خود

یکسو نہند و دپی عمل شوند ورنہ رای وعقل پشیمان بہر حال اولی وافضل تر ہست واگر قصد عمل بطور رای وعقل است پس اندرین صورت بر مجتہدان سابق ومقلدان اوشان چہ طعن واللہ الموفق لمنا ولکم اگر حرفی نازیبا از قلم احقر صدور یافتہ آنرا از قبیل جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا بلکہ کمتر ازان پندارند چہ مضامین نامۂ سامی در پردۂ استدلالات معلومہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را گذاشتہ نہ صحابہ کرام را رضوان اللہ علیہم اجمعین

مکتوب سوم حضرت مولانا رشید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم خان صاحب عبد الرحیم خان سلمہ بعد سلام مسنون آنکہ نوازشنامہ رسید در باب تراویح انچہ تحریر بود ظاہر ومتبادر ازان چنین می شد کہ مقصود استفسار مسئلہ نیست بلکہ اعلام والزام تحقیق خود است لہذا در تحریر جواب تامل ماند آخر الامر چنان مناسب معلوم شد کہ باشارۂ چند فقرہ عرض کنم از تسلیم وغیر تسلیم کاری نیست لہذا در تحریر جواب دیر شد بر اہل علم پوشیدہ نیست کہ قیام رمضان وقیام لیل فی الواقع یک نماز است کہ در رمضان برای تیسیر مسلمین در اول شب مقرر کردہ شدہ وہنوز عزیمۃ در ادائش آخر شب است ودر قیام لیل فخر علیہ السلام چنانکہ یازدہ رکعت وکم ازان ثابت شدہ اند سیزدہ رکعت سوای سنۃ فجر ہم در صحیحین موجود اند دہ رکعت نفل از روایۃ ابن مسعود از قول ابن عباس فصلی رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر نزد حنفیہ دہ رکعۃ نفل وسہ وتر آنانکہ وتر را یکرکعۃ قرار دہند دوازدہ رکعۃ نفل ثابت اند وقضاء آنجناب دوازدہ رکعت را در روز گر بشب تہجد فوت میشد ہم معین دوازدہ رکعۃ نفل است واین ہر دو در صحاح موجود است باید دید پس می بایست کہ محدثین زمان را در دوازدہ رکعۃ تردد نمی شد وبسبیۃ آن یقین فی بودنہ قصر بر یازدہ مع الوتر ودر زمان صحابہ ہم چنانکہ یازدہ از سائب نقل می فرمایند از اعرج امام مالک در موطا دوازدہ رکعۃ نقل روایۃ می فرمایند چنانکہ در مشکوۃ موجود است ندانم کہ چرا بر سامی مخفی ماند غلط کردم جناب را فعل صحابہ بمقابلہ سنت حضرت فخر عالم بزعم مخالفہ حجت نیست واین نیز بر اہل علم واضح است کہ نفس قیام رمضان را آنجناب سنۃ فرمودہ اند وتحدید عدد رکعات آن نہ فرمودہ کہ کمی وزیادۃ در ان روا نباشد چنانکہ در فرائض در روایت سنن سنت در رفع اختلاف در ادای عدد آنہا واقع نشدہ

لهذا هر قدر که زیاده در عدد رکعاتش بود موجب اجر است نه باعث گناه و ابتداع و هیچ حدیث
در منع آن وارد نیست بلکه حدیث علیک بکثرة السجود مطلقاً استحباب کثرت رکعات نوافل روز و
شب می فرماید البته جائیکه شارع تحدید فرموده چنانکه در فرائض و سنن روایت نقصان و زیادة دران
روا نیست و معهذا اگر قبل آن یا بعد آن در محل نوافل کسی نوافل تنفلاً خوانند بدون اعتقاد سنیة
آنها کسی است که او را منع فرماید و بدعة گوید پس همچنان در تهجد و قیام رمضان زیاده رکعات را چه
اندیشه خواهد شد و آنچه در عدد رکعات تهجد فخر عالم علیه السلام تحقیق است ازان روا است که فعل آنجناب
محقق گردد که چیست نه آنکه نماز ازان بدعة است صرح به النووی فی شرح المسلم برین قیاس
است سائر سنن که اصل آن از شارع علیه السلام سنت فرموده و تحدید دران نفرموده مثلاً تسابیح رکوع
و سجود که دران زیادة از قدریکه آنجناب میگفتند بدعة نیست و قرءة قرآن که زیاده از مقرر آنجناب است
در فرض و نفل بدعة نخواهد بود و علی هذا و همه این قسم امور ازین است که علما ر قاطبةً اگر چه سنة موکد همون
قدر را گفته اند که بران قدر چه سنة نزد شان صادق آید مگر زائد را دران بدعة نداشته خصوصاً زیادتی که
از صحابه ثابت شده چنانچه روایات عدیده مختلفه سامی دیده باشند تعامل عشرین پس در زمان حضرت
عمر رضی الله عنه بارشاد و تقریر آنجناب معمول شد چنانکه در موطا مالکؒ مرویست و خدشه انقطاع
بر محل خود نیست چراکه یزید بن رومان تابعی ثقه اند و ارسال ثقه مقبول میباشد مالک و محدثین سلف را
همین مذهب است اگر چه شافعی و احمد دران کلام کرده اند کتاب ابی داود بسوی اهل مکه و دیگر
کتب اصول حدیث مطالعه نمایند معهذا حدیث صحیح بیهقی که صاحب فتح روایة آن فرماید موید آن است
و مزیل شبه انقطاع و ترمذی در جامع خود از حضرت عمرؓ و علی و غیرهما من الصحابة روایت آن میکند پس
اکنون در ثبوت عشرین از آنجناب رضی الله عنه چه تردد ماند و این زیادة را مخالف سنة پنداشتن
نهایت موجب تعجب است که هیچ اهل علم چنان نه فرماید چه بالا نوشته ام که قیام لیل محدود نیستند
ورنه هرگاه بحدیث صحیح ثابت شد که فخر عالم علیه السلام گاهے ماه کامل غیر رمضان صائم نبود و نه هیچ
ماه را از صوم خالی گذاشته اگر کسی تمام ماه روزه دارد تنفلاً مخالف سنة گردد و گرفتار بدعة معاذ الله
باید که حضرت عمرؓ و علیؓ و دیگر صحابه و تابعین باعتراف ترمذی وغیره بسبب تقریر زیادة عدد رکعات
اهل بدعة شوند استغفر الله و بسیار امور نفل از صلوة و صوم و زکوة و حج و ذکر و تسابیح بدعة شوند

تامل درکاراست اہل علم راچنان فرمودن سخت نازیباست مابین لفظ مخالف وموافق ومحدود وغیر محدود وبدعة وسنة امتیاز واجب است وچونکه درحدیث علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین ارشاد جناب رسالة علیه الصلوة است که چنانکه سنة مرا التزام کردن برشما است سنة خلفاء را هم التزام ضرور است ومراد از سنة خلفاء امریست که از آنجناب صدور آن نشده واز خلفاء وقوع آن شده وآن هرگز خلاف کلیات شرع نمی خواهد بود بلکه موافق سنة ومستنبط ازان لهذا این بست رکعت هم مندوب وسنة شدند وبدعة گفتن آن سخت نازیبا که هیچ عالمی چنین نگفته آری آنچه خلاف است که زیاده برآنقدر که آنجناب علیه الصلوة خوانده اند آیا سنة موکده اند یا مستحب ازین بعد آنچه درین حدیث افاده فرموده اند بلکه مراد از سنة خلفاء سنتی است که عین سنة نبویه باشد از عجائب روزگار هست چرا که اگر مراد از عینیة آنست که بعینه آن فعل را آنجناب علیه السلام عمل در آمد فرموده مسنون کرده باشند پس می پرسم که درین صورت خاصه تقریر خلفاء چیست آیا بعد وفات آنجناب کسی را از خلفاء مجال تشیب وفراز داشته یا نسخ وتبدیل آن میرسد تا ستے که سنة خلفاء کرام دیگر آن را ترک کنیم واگر مراد از عین آنست که مستنبط از سنة بود یا نظیرش در سنة موجود باشد وموافق کلیه شرعیه بود مثل جمع قرآن شریف وترتیب سور آن مثلاً لاریب این امر مسلم صحیح است مگر این زیادة رکعات را نداتم که بچه وجه مخالف سنة قرار داده خواهد شد وآنچه از اصول قاعده اعاده معرفه تحریر است در تلویح این بحث را باید دید که این قاعده کلیه نیست وخلاف این بسیار موجودات این قاعده آنجا بود که قرینه خلاف موجود نباشد اینجا عطف لفظ سنة الخلفاء بر لفظ سنتی مغایرة رامی خواهد ومقصود جناب رسالت علیه السلام ازین التزام سنة الخلفاء خود است مرامته را مثل سنة خویش چنانچه در حدیث دیگر فرموده فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر بلکه در حدیثی باقتدای جمله صحابه فرمود اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم وهمچنان آنچه لام استغراق فهمیده اند نه ایمعنی است که آنچه سنة مجموعه خلفاء باشد بشرط اجتماعهم علیها آنرا قبول سازید وامریکه یک دو خلیفه مثلاً کرده باشند ترک کنید درین صورت آنچه باقتدای شیخین حکم تمام خواهد شد که دو خلیفه را دران ذکر فرموده نه وحدیث نجوم مخالف آن خواهد شد وترتیب مصحف عثمانی بدعة خواهد شد چه خلیفه اول جمع آن کرده بود نه ترتیب آن ومسئله عول وتحدید حد شراب ودیگر امور که در زمان حضرت

عمرؓ قرار یافته اند همه خلاف سنت خواهند شد معاذ الله بلکه مراد آن است که سنت همه خلفا را التزام سازند چنان نکنید که سنت بعض آنها گیرید و بعض آنها نگیرید قال الله تعالی یا ایها النبی جاهد الکفار و المنافقین که معنی بر آن آنست که با جمیع کفار و منافقین جهاد باید پس حسب فهم سامی باید که آنجناب امر الٰهی نکرده باشد که با تمام کفار عالم جهاد آنجناب واقع نشده و چه ضرورت است که در حدیث لام لام استغراق باشد و میگوییم که لام آن لام عهد خارجی است که خلفاء خمسه معهوده را مراد داشته فرموده اند که طریقه ایشان را قبول کنید و هیئة اجتماعیه از حدیث فهمیدن همانا که محاوره کلامیه ندانستن است پس بهر حال آنچه در ترجمه حدیث نوشته اند هر دو تقریر بر محل خود نیستند زیاده چه عرض کرده آید و در بعض دیگر جاهم در صحیفه سامی محل کلام است مگر بنده را باصل مسئله کار است و از تقریر نا مدعا غرض نیست اکنون که بست رکعت تراویح از فعل خلفا ثابت شده اند عمل بران موجب سعادت است و بدعة فهمیدنش محض بیجا البته زاید از هشت رکعة را بعض مستحب دانسته اند و بعض موکده گفته اند این مسئله خلافیه قدما است که ما را درین گفتگو ضرور نیست والله تعالی اعلم فقط **سوال اول** هرگاه در تعریف سنت مواظبت نبوی صلی الله علیه و آله وسلم مع الترک احیانا ماخوذ است و این هم ظاهر است که بر تراویح مواظبت کذائی ثابت نیست پس بر سنیت آن از کدام دلیل اطمینان کرده شود و آنقدر که بران مواظبت ثابت است همان هشت رکعات تهجد هستند لا غیر پس باید که همین قدر سنت باشد و زیادت بران روا نباشد فقط **سوال دوم** اینکه این دوازده رکعات که بر هشت رکعات سنت نبوی صلی الله علیه و آله وسلم افزوده شده اند آیا در تاکد همان مرتبه هستند که آن هشت رکعات را حاصل است یا از ان مرتبه فروتر فقط **جواب سوال اول** اینکه هرچه صحابه رضوان الله علیهم اجمعین بران مواظبت فرموده باشد سنت موکده می باشد لقوله علیه السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین نعم تاکدیکه در مواظبت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم هر چیزے می باشد در مواظبت اصحاب کرام نیست چرا که مراتب سنت موکده در تاکد متفاوت می باشند قال رد المحتار ناقلا عن شرح المنیة قال مراتب الاستحباب متفاوتة کمراتب السنة انتهی و خود حدیث علیکم بسنتی الخ ناظر درین است چرا که رعایات تقدم و تاخر در کلام بلغاء بلا وجه نباشد خصوصا کلام ما انتظام سرور انبیاء تاج الفصحاء و البلغاء پس تقدم سنتی و تاخر سنة الخلفاء مع اشارات دقیقه

دیگر کمال اکمل اول را لازثانی می‌خواهد چنانچه از آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم استخراج فرمودہ ابدا ارشاد کرد کہ بدایۃ می کنم بدانکہ بدایۃ کرد حق تعالی باو در ذکر کما ہو فی الحدیث
پس اینجا تقدم زمانی است وآنجا تقدم فی المرتبہ بہر حال از تقدم ذکر تقدم رتبہ مستفاد میشود واما مواظبت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچیزی بطور فرض اگر از خصوصیات نیست برامۃ ہم فرضیۃ را می خواہد
واگر از خصوصیات باشد لیکن امۃ ازان ممنوع نباشد پس این مواظبت سنیۃ را میخواہد بلکہ استحباب
مقتضاے اوست چنانچہ تہجد کہ نزد بعضی بران حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرض بود وامۃ را مستحب
مگر چون دلیل دیگر برتاکید این فعل برامۃ پیدا آید البتہ آنگاہ سنتہ خواہد شد مثل تراویح کہ ہرچند تردد ہمون
قائل فرضیۃ تہجد بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تراویح نفس تہجد است علی التحقیق مگر چونکہ برین تہجد
مشخص باین ہیئۃ کذائیۃ مواظبت صحابہ پیدا آمد بدلیل قولی تاکد پیدا کرد وہو قولہ علیہ السلام علیکم بسنتی
الخ واگر نیک دیدہ آید مواظبت فعلی حکمی ہم بر تراویح از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم توان دید
چرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند روز خواندہ عذر ترک آن فرمود کہ مبادا برامۃ واجب شود
ودر حرج افتند ہمانا کہ فعل او را گاہ گاہ وترک او را بعد مواظبت حکمی دارند قال رد المحتار والمراد ایضا المواظبۃ

ولو حکما لتداخل التراویح فانہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العذر فی التخلف عنہا قالہ الطحطاوی عن ابی مسعود
انتہی وپس حد محررہ سائل بر جمعیت خود ماند وبر رای کسیکہ فرضیۃ تہجد را بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
منسوخ گوید چنانچہ قول حضرت عائشہؓ ہست رواہ مسلم فی سننہ پس مواظبت تہجد دلیل سنت موکدہ
خواہد بود ودلائل قولیہ ناظر استحباب مگر تہجد رمضان کہ تراویح است بدلیل قولی سنت موکدہ خواہد
ماند واللہ اعلم **جواب سوال دویم** آنکہ نسبت رکعت تراویح در زمان خیریت نشان حضرت
عمر رضی اللہ عنہ قرار یافتہ اول یازدہ رکعت مع وتر خواندہ شد پس در آخر امر بیست وسہ مع وتر
قرار یافت رواہ مالک فی المؤطا بسند صحیح وآنچہ سنت خلفاء باشد تاکد آن از جواب اول واضح شد باقی ماند
اینکہ ہمہ موکدہ باشند یا بعض پس صاحب ہدایہ وغیرہ برآنند کہ ہمہ موکدہ اند وقدوری گفتہ کہ بعض آنچہ از رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثبوت یافتہ موکدہ باشند وآنچہ زیادہ بران در زمان عمر رضی اللہ عنہ قرار یافتہ مستحب بود
ابن ہمام ہم ہمین میل دارد ہرچند ابن ہمام را علماء جواب دادہ اند مگر از تقریر بندہ جمع ہر دو قول توان کرد
کہ مراد قدوری از استحباب مزید کمی تاکد نسبت بہشت رکعت ومراد ہدایہ تسویہ در نفس تاکد است

نہ قدر آن چرا کہ تاکد کلی مشکک است و حدیث علیکم بسنتی الخ دلیلے اسعت بس کہ بعد آن حاجت نقل دیگر نیست و بعد ثبوت روایۃ مؤطا نکہ اصح الکتب فی الحدیث در طبقہ اولی است و ہم پلہ بخاری حاجۃ کتب نیست ہمین معمول خواہد بود و مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ ہم ہمین باشد مگر تاہم آنچہ کہ زیادۃ رکعات از دیگر ائمہ آمدہ اند موجہ توان شد کہ مثلا بعد ہر ترویحہ اہل مدینہ چار رکعت میخواندند بست رکعت فرادی زائد شدند و جملہ چہل شدند و آنہا را ہم مجازا در تراویح شمردند و اہل مکہ بعد ہر ترویحہ اسبوع طواف کردند و دو رکعت طواف خواندند دہ رکعت فرادی مزید شد سی رکعت را مجازا تراویح شمردند و بعد بست رکعت قبل وتر بعض گاہ کہ اربع رکعات را ترک کردہ در دعوات مشغول ماندند شانزدہ رکعۃ مزید شد سی و شش گردیدند و یک اسبوع را قبل وتر اگر کم کردند دو رکعت کم شدہ بست ہشت شدند و بست رکعت خود امری است مثبت و محقق از فعل صحابہ و یازدہ از فعل سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آکد از بست است الحاصل ثبوت بست رکعت باجماع صحابہ در آخر زمان عمر رضی اللہ عنہ ثابت شدہ پس سنت باشد و کسی کہ از سنیۃ آن انکار دارد خطا مست واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم و احکم فقط راجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی۔

مکتوب چہارم بنام مولوی صدیق صاحب در فضیلت علم

بندہ ہیچدان محمد قاسم بخدمت بابرکت و سراپا عنایت مولوی محمد صدیق صاحب زادکم اللہ علماً و کمالاً پس از سلام مسنون عرض پرداز است عنایت نامہ سرمایۂ منت و موجب یادآوری ہا شد شکر عنایت احباب نتوانم و طرز مکافات محبت ندانم این یک عار نارسا است کہ تہیدستان دین و دنیا سوای آن سرمایہ دگر نیست اگر بدرگاہ بی نیازی میرسید دریغم نہ بود مگر تاہم از خود دریغ نیست خداوند کریم بمقاصد دلی برساند مگر دنیا را اگر بینم پیش عاقلان متاع قلیل است رو بسوی او چہ کنند باقی ماند این رکن اعظم آن علم حدیث و تفسیر بود آنرا در راہ گذاشتہ بوطن رفتند آن کدام ضرورت باشد کہ خویش از خوبی این دولت بے بہا چنین زیادہ بنظر آمد کہ یکبار افتان خیزان رفتند عنایت فرمائے غم و رنج دنیا ہمیشہ ہمین سامی آیند و میروند کار عقل آن است کہ مقصود را از دست ندہد جوہر ذاتی وراثت نبوی را گذاشتن و قلیل را از متاع قلیل گرفتن کار خردمندان نیست سرمایۂ استحقاق

خلافت حضرت آدم علیہ السلام ہمین وفور علم بود ورنہ در معصومیت ملائکہ و فساد بنی آدم کلام نبود
مصلحت دیدمن آن است کہ اگر علم را شروع کردہ اند تمام نگذارند در شش ماہ یا یک سال کتب
باقیہم انشاء اللہ تعالی تمام خواہند شد اگر این اضطراب و قانون بود در اول امر کدام کس خبر کردہ
بود کہ شروع کردند گستاخی معاف باد دیہہ یاد آوران خصوصاً برادران و میرزایان و مولوی
عبد الرشید صاحب و مولوی تمنا صاحب و اگر جناب حافظ صاحب ہم تشریف فرمای مراد آباد
باشند یا اتفاق حاضری خدمت جناب مفتی صاحب شود از من سلام عرض دارند ÷

مکتوب پنجم در جواب سوال حافظ بشیر الدین صاحب مراد آبادی

سوال زید نے بحالت لاعلمی ملک عمرو کی رہن رکہی اور قبضہ و سپرد کرلیا منافع اُس کا اپنے
صرف مین لاتا ہے ہنوز میعاد رہن کی منقضی نہین ہوئی تھی کہ بعض اشخاص نے کہا منافع رہن کا
حکم سود مین ہے۔ زید اس امر کی تحقیق چاہتا ہے کہ فی الحقیقت یہ منافع رہن حکم مین سود کے
ہے یا نہین در صورت سود ہونے کے زید جو منافع بہ نیت زر اصل اپنی کے خرچ مین لایا ہے
اُس کو بروقت فک رہن کے عمرو کو وضع کردینا ضرور ہے یا نہین مثلاً پانسو روپیہ عوض رہن ہے
زید سو روپیہ اپنے صرف مین لایا تو چار سو روپیہ بروقت فک رہن کے عمرو سے لے لیوے اور
سو روپیہ منافع کے اُس کو وضع کردیوے اگر زید زر منافع بروقت فک رہن عمرو کو ادا کرنے اور عمرو
قبل اپنے منافع کے معاف کردیوے یا بعد لینے کے زید کو دیدیوے جائز ہے یا نہین شرعاً ایسا
ہو کہ زید کل روپیہ اپنا عمرو سے لیلیوے اور تمام زر منافع رہن زید کو جائز ہوجاوے غرضکہ زید کو
کس طرح برات گناہ سے ہو سکتی ہے لہذا مکلف خدمت عالی ہوں کہ اس مسئلہ مین جو بحکم شرع
شریف کا ہو ارشاد فرمائے اگر مرتہن زر منافع بوقت رہن رکہدینے کے بعوض محنت اور خبر گیری
ملک مرہونہ کے راہن کو بخشدے جیسا کہ عبارت معمولی رہن نامہ مین ہوتی ہے **جواب**
سراپا عنایت حافظ بشیر الدین صاحب۔ السلام علیکم رہن کی آمدنی جو زمانہ حال مین کہائی جاتی ہے
از قسم سود ہے ہرگز حلال نہین اور اس قسم کے الفاظ لکہدینے سے کہ مینے حلال اور بخوشی دیا
یہ آمدنی حلال نہین ہوجاتی بخوشی دینے کے لئے ایک مرتہن ہی ملے تہا اور کوئی جہان

ہین مستحق ہی نہ تہا بلکہ سب جانتے ہین کہ یہ دینے دلانیکے تحریرین فقط بغرض قرض اور بطمع کاربراری ہوتی ہین خدا تعالی ان حیلون کو خوب سمجہتا ہے وہ دل اور تہ دل کی باتون کو جانتا ہے غرض ان حیلون سے تو توقع حلۃ دور از فہم و عقل نہ ہے ہان اگر آمدنی اشیاء مرہونہ کو پورا پورا مجرا دے اور قرض مین محسوب کرے تو البتہ وہ کہا یا ہوا حلال ہو جاتا ہے مگر اس صورت مین بقدر قرض پہونچ جانے کے بعد راہن بری الذمہ ہو جائیگا اور مرتہن کو شئی مرہون سے کچھ علاقہ نہ رہے گا فقط جن جن صاحبون کا سلام لکھا تھا میری طرف سے اُن کو بھی اور سوا ان کے اور ملنے والونکو بھی بشرط یاد میرا سلام کہدینا فقط العبد محمد قاسم

مکتوب ششم بنام مرزا عبد القادر بیگ صاحب مرادآبادی

جناب مرزا صاحب السلام علیکم کل چوتھی رمضان شریف کو مولوی فخر الحسن صاحب نے آپ کا عنایت نامہ عنایت کیا اور آپ کے نکاح ثانی کا قصہ زبانی بھی بیان فرمایا جزاک اللہ آپ کو نکاح جو بیوہ چچی قرابتی اپنی کے ساتھ بنظر احیاء سنتہ واقع ہوا اور مرزا حمایت علی بیگ صاحب کو سفر حج مبارک ہو مرزا صاحب اپنا منصب تو یہ نتہا کہ جناب پیر و مرشد مدظلہ کی خدمت مین سفارش نامہ لکہون سفارش کے لئے کچہہ تو مناسبت ہونی چاہیئے اپنا حال اگر اور کوئی نہین جانتا تو مین خود تو جانتا ہون پر جہان اور امور خلاف منصب اپنے سر پر لئے بیٹھا ہون آپ کی خاطر سے ایک یہ بھی عریضہ حضرت کے نام کا پہونچتا ہے مرزا صاحب اتنا کرین کہ جہان اور رونکو یاد رکہین اس سراپا گناہ کو بھی دعا سے فراموش نہ فرمائین اور حضرت مدظلہ کی خدمت مین دو کلمۃ الخیر کہکر برابر برابر ہو جائین مرزا محمد بنی بیگ صاحب اور ان کے والد صاحب کی خدمت مین سلام عرض کر دینا اور جناب حافظ عبد العزیز صاحب سلمہ اللہ سے اگر نیاز حاصل ہو تو میرا سلام یاد رکھنا سوا ان کے مولوی سید عبد الرشید صاحب اور مولوی تمنا صاحب اور مولوی محی الدین خان صاحب اور مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب وغیرہم سے بھی یاد رہے تو سلام عرض کر دینا اور مرزا حمایت علی بیگ صاحب سے بعد سلام مسنون مضمون مرقوم بالا گذارش کر دینا فقط

راقم محمد قاسم

مکتوب ہفتم بنام مرزا محمد عالم بیگ صاحب در باب عمل کشایش رزق وادائی دین

سراپا عنایت سلامت السلام علیکم - آج گیارہوین رمضان کو آپکا عنایت نامہ پھونچا عبادت مین دل نہ لگنا کسی خطا کی سزا ہے استغفار اور لاحول کی کثرت چاہیئے قرض کے ادا کے لئے کسی عامل سے پوچھئے مجکو عملیات مین دخل نہین اگر ہو سکے تو جناب مولوی اکبر علی خانصاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر حال عرض کر وادائے قرض کے لئے جو کچھ فرمائین اُس کی تعمیل کرو اور کشایش رزق کے لئے جو کچھ ارشاد فرمائین اُس کو یاد رکھو ہان اس سے پہلے پہلے حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ پانچ پانچ سو بار پڑھ لیا کرو اور اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بھی پڑھ لیا کرو اور پڑھتے وقت یہ دہیان رکھا کرو کہ مین اپنے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہون اور بدل و زبان دونون سے عرض مطلب کر رہا ہون - مرزا قادر بیگ صاحب مرزا محمد بنی بیگ صاحب کو یاد ہے تو سلام کہدینا اور سوائے اُن کے اور کوئی احباب مین سے ملجائے اور یاد آجائے تو اُن کو بھی فقط

مکتوب ہشتم در باب علاج ہوس دنیا

سراپا عنایت مرزا محمد عالم بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم آج پندرہوین تاریخ جمعہ کے دن تمہارا خط پہونچا کیفیت حال معلوم ہوئی مین پچھلے دنون اثناء سفر مین بیمار ہوگیا تھا اُس مرض سے شفا تو اثناء راہ ہی مین ہوگئی تھی مگر جب سے کسی قسم کی خلش چلی جاتی ہے اسی مین کھانسی کی شدت ہوگئی دو تین مہینے اُس کی تکلیف رہی اب بفضلہ تعالیٰ اس کو بھی آرام ہے یون ہی برائے نام باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی رفع ہوجائیگی غرض اب مین اچھا ہون باقی کمی ہوس دنیا کے لئے یادگاری موت سے بہتر کچھ نہین ہوسکی تو ہر روز گھڑی آدھ گھڑی موت کے تصور مین گذار دیا کرو اور اوسوقت اس قسم کا خیال رکھا کرو کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جسقدر انبیا ہوئے وہ سب مر گئے جسقدر بادشاہ اس زمانہ سے پہلے ہوئے وہ سب

مرگئے بزور دین کوئی چھوڑتا تو انبیا چھوڑتے اور بزور دنیا کوئی بچتا تو بادشاہ بچتے مین آپ اللہ
نہ اولا الذی نہ بزور دین نہ زور دنیا مین بچو نگے کیونکر بچون پھر اس کے ساتھ قیامت کے حساب
کتاب اور عذاب و ثواب کو سوچا کرو فقط

مکتوب نہم بنام مولوی میر محمد صادق صاحب مدراسی درباب تحقیق حکم جمعہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا خاتم النبیین محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ
اجمعین بعد حمد و صلوٰۃ بندۂ کمترین ہیچدان بے سروسامان **محمد قاسم** بخدمت سراپا عنایت
مکرمی مولوی میر محمد صادق صاحب دام عنایتہ پس از سلام مسنون عرض پرداز است عنایت نامہ
ملفوف باستفتای رسید کہ حضرت مجمع البحرین شریعت و طریقت مخدوم و مطاع خاص و عام جناب
مخدومنا و مولانا سید عبد السلام صاحب دام برکاتہ صدور یافتہ بود ممنون و مشکور شدم مقتضائے
عنایت سامی آن بود کہ توقف نمی کردم و دقیقہ کہ عنایت نامہ ذریعۂ ممنونیہاے احقر شدہ بود
ہماندم دستم بقلم و کاغذ میرسید مگر بالاے کاہلی طبع از اد از عوایق گوناگون ہیچدانی و بے سروسامانی
سامان این تقصیر و سرمایۂ این تاخیر شد ہیدانی و ہمہ می دانند نہ سفینہ بہ گنجینہ آوردہ ام و نہ مکتوبات
سفینہ را بسینہ سپردہ باین ہیچدانی و این بے سروسامانی نہ جرأت ہیچو کارہا بدل آید و نہ دل بدست
کار فرماید و ذخیرہ ام ہمین خیالات پراگندہ ہستند کہ یکی را اگر بدل می نشینند دیگران آنرا از جملہ
مضامین شعریہ می بینند مگر بندہ گندہ را بحضرت ممدوح نہ تنہا نیاز سابق است اعتقاد لاحق ہم
بدل فراہم آوردہ ام اگر بامتثال ایماء خدام ہیچو مخدومان سر فرو نیارم با ترآن کدام است کہ انتظار
ارشاد او خواہم کشید باین وجہ امروز ہمین مصمم شد کہ من کار خود بکنم اگر پسند خاطر خدام والا مقام افتاد
فہو المراد ورنہ کالاے زبون بریش خاوند نامہ سیاہ خود را باز خواہم گرفت اکنون یکدو سخنے پیشتر
از عرض مقصود عرض میکنم اول اینکہ در عرف عام ہر قوم و ہر زبان بسا است کہ خطاب بالقاب
عامہ کنند و مخاطب خاص باشد اکثر از ابالقاب ہمچو مولوی صاحب و شاہ صاحب و شیخ صاحب
و میرزا صاحب ندا کنند و منادی از یک شخص بیش نباشد ہمچنین در اصطلاحات شرع شریف
قرآن و حدیث نیز در مواقع کثیرہ این طرز اختیار افتادہ میفرمایند کہ واقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ

ارشاد بخطاب عام است ومخاطب این حکم جز اغنیا نمی تواند شد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم را بخطاب ہمچو یاایہا النبی یا یاایہا الرسول یاد میفرمایند وظاہر است کہ این لقب چہ قدر
انحضرت مخاطب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام است بالجملہ این انداز دور از انداز ادار مطلب
وطرز کلام نیست بلکہ در ہر زبان معمول بہر خاص وعام است دویم اینکہ اگر فرض کنیم دو کس یا
زیادہ از قومی سادات یا شیوخ مثلاً نشستہ باشند ویکی از آنہا کور یا کر باشد وکسی دیگر از حاضران
وقت باوجود اطلاع کیفیت چشم وگوش اوشان بخطاب عام مثل میر صاحب وشیخ صاحب
آواز دادہ اگر گوید بہ بین یا بشنو این حکم دیدن وشنیدن تعین وتخصیص مخاطب مے فرماید
ہر کہ از حاضران عقل داشتہ باشد بے تامل بہ فہمد کہ مراد این کس است نہ آن ہمچنین مخاطب
بہ یقین داند کہ مسقط اشارۂ متکلم منم نہ دیگران سوم اینکہ اگر جناب باری ورسول پاک او صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم حکمے را بشروط مربوط فرمودند ارتباط آن حکم بآن شرط از قسم ارتباط توقف باشد
کہ فیما بین موقوف وموقوف علیہ باشد وبدین سبب احدی را نمیرسد کہ اگر حکمتے کہ غرض از
ارتباط بود مقصود شود یا بدون آن شرط ہم آن حکمت حاصل توان شد آن شرط را لغو گرداند وآن حکم را
بشرط مربوط اند وبران شرط موقوف نہ پندارد مثلاً منجملہ شرائط جمعہ جماعت ہم است وحکمت
از اشتراط جماعت بجز این چہ توان گفت کہ از استماع واستماع مواعظ اعنی خطبہ مقصود است اگر
جماعت شرط نکنند باشد کہ مردم فراہم نیایند پس تنہا واعظ یعنی خطیب اگر وعظ گوید مستمع کہ باشد
مگر پیدا است کہ استماع بمجرد فراہمی مردم میتوان شد توقف صحت نماز جمعہ بر جماعت از چہ رو است
اگر فراہم آیند وتنہا تنہا نماز خود بگذارند وبر دند یا بجاے دیگر رفتہ نماز جماعت ادا کنند مقصود اصلی
بہم رسد مگر کسی راندانم کہ بجواز این صورت فتویٰ نویسد پس از این مقدمات معروضہ معروض
خدمت خدام باد کہ آیۃ یاایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع
ہر چند بوجہ عوام خطاب مشیر بآن است کہ ہمہ کس را این حکم عام است مسافر باشد یا مقیم صحیح باشد
یا مریض غلام باشد یا آزاد طفل باشد یا جوان زن باشد یا مرد مگر چون نظر را بآیۃ ادا مر سیاق فاسعوا
الی ذکر اللہ وذروا البیع رسانند خود واضح شود کہ بجز مردان آزاد وتوانایان مقیم وجوانان خود مختار ہیچکس
از اہل اسلام مخاطب این احکام نیست تفصیل این اجمال اینست کہ سعی اگر مطلوب توان شد

[illegible] بیماران خود معلوم است ناتوانان کارتوانائی چه دانند
[illegible] رشاد رفته اینطرف رناز ابچنا تاکیدات بلیغه بخانه نشینے
[illegible] که درسعی بالضرور احتمال انکشاف محل زینت است
[illegible] نقاب از رخ وجامه از ستر بیساخته برافتد همچنین خطاب
[illegible] ممثل است ورنه وذروالبیع فرمودن چه معنی دارد ظاهراست
که نه غلام مرد این کاراست ونه طفل نابالغ را این اختیار شاید همین است که ارشاد فرموده اند الجمعة حق واجب
علی کل مسلم جماعة الا اربعة عبد مملوک او امرأة او صبی او مریض رواه ابوداؤد فی باب الجمعة للمملوک والمرأة
باز چون کیفیت اذان جمعه را که در زمان نبوی بود صلی الله علیه وآله وسلم اگر یاد کنم این عقده هم منحل
نشود که مسافر از این تخفیف تصریح است شرح این معما این است که در زمانه برکت توام حضرت نبی
صلی الله علیه وآله وسلم اذان جمعه همان وقت گفته می شد که امام بر منبر آمده نشیند نظر برین ترک بیع و
شراء داودی بغرض استماع وعظ امام یعنی خطبه باشد چنانکه لفظ الی ذکر الله خود دلیل دعوی است آخر مراد از
ذکر اینجا همان وعظ خطبه اند که کار امام وخطیب باشد وچون فضائل استماع خطبه کراهت شور وشغب را که
مانع از استماع باشد یاد کنم این امر دیگر موجه می شود که مطلوب اصلی از روز جمعه اجتماع بهر استماع وعظ وخطبه باشد
وهمین است که فاسعوا نفرمودند بلکه فاسعوا فرمودند تا اشاره شناسان خداوندی را بدل نشیند که غرض
اصلی استماع است که اگر کاهلان نمازیان بآهسته خواهند رسند باشد که از برکات خطبه محروم مانند وشاید همین است
که حضرت عثمان رضی الله عنه اذانی دیگر قبل از اذان خطبه افزودند تا نباشد که در رسیدن سامعان دیر شود
وخطبه بیکار رود وغرض بوجه غرض مذکور باوجود مقرر بودن یک اذان که بهر هر نماز مقرر است اذانی دیگر
پیشتر از اذان خطبه افزوده شد تا مطلب اصلی بوجه حسن بدست آید لیکن از انجا که در حدیث ارشاد است
عن عوف بن مالک قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یقص الا امیر او مامور او مختال رواه ابوداؤد
من باب فی القصص من کتاب العلم ومراد از قصص در حدیث همین وعظ است چنانکه دانندگان دانند
جائیکه وعظ فرض ضروری خواهد بود اینهم ضرور خواهد بود که آن واعظ خود امیر باشد یا مامور یعنے نائب او
باشد ورنه در زمرهٔ مختال داخل خواهد شد که اشاره بمنع وعظ گوئی میکنند ونیز ظاهر است وعظ جمعه یعنی
خطبه که موسوم بذکر الله شد اگر جمعه فرض است فرضیت این وعظ باول درجه بیک حساب باید داشت

و در صحرا و دریا و مسافران را میسر آمدن این قسم وعظ معلوم پس چگونه توان گفت که مسافران داخل این حکم اند
مگر آن که سفر را یک لخت حرام گردانند و سوای این اسفار که در آن مظنه بهمرسی اینچنین واعظ باشد قطعا
حرام گردانند لیکن اینچنین فتوی نه کسی داده نتوان داد نظر برین همین توان گفت که مسافر را ازین حکم
یکسو نهاده اند و آنکه باشاید حدیث اول وجوب جمعه بظاهر بنظر ظاهر می آید آن را چنان فهمند بظاهر
در عموم یا ایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوة هم مسافر داخل بود چنانچه ارشاد معروف مخصص مسافر و غیره
از آیه است همچنین اشاره لفظ جماعت که در حدیث مذکور وارد است مخصص از حدیث است بیچاره مسافر را
جماعت از کجا بدست آید یا سفر را تنها در حق او حرام گردانند یا جمعه را بر او واجب ندانند مگر سفر را تنها ما باشد
یا نباشد در حق کسی حرام نتوان گفت چار و ناچار اقرار بعدم وجوب واجب خواهد شد و آنکه مثل الواحد شیطان هم در حدیث آمده
در اول اسلام بود و اگر منسوخ این نهی بحال خود باقیست الاثنان فما فوقهما جماعة مشیر آنست که اگر دو کس هم شوند
سفر جائز است ممنوع نیست مگر درین صورت شرط جماعت بطور حنفیه بدست آید نه بطور شافعیان بدست افتند
بلکه از لفظ الذین آمنوا باز لفظ فاسعوا و ذروا با انضمام آنکه کمترین مصادیق جموع حسب وضع لغت سه فر داند برین
امر دلالت دارد که کم از کم سوا امام سه کس می باید چه مخاطب یا ایها الذین همان سامعان اند که دو بیده وعظ امام
خواهند شنید نه آنکه امام هم داخل جماعت شان است زیرا که ندا و هلوة حسب قرارداد سابق وقتی می بود که
امام جلوه بر منبر میکرد نظر برین این حکم مخصص سامعان خطبه باشد امام را باین حکم سروکاری نیست الغرض
ضرورت امیر یا مامور دهم ضرورت جماعت مسافر را هم از آیه و حدیث یک طرف افگند وجه اشتراط امیر یا نائب
امیر هم بوجه ضرورت خطبه که از لفظ فاسعوا الی ذکر الله موید است با انضمام حدیث لا یقص نوجه شد باقی ماند
فقط شرط مصر اگر غور کنیم همین ضرورت امیر واعظ موجب است در کمتر آن دارد چه مصری نباشد که حاکمی در آن نبود
خود بادشاه وقت اگر نباشد نائب او بالضرور خواهد بود و فرق فیمابین امصار و قری و شهرها و دیهات آن
چنان است که محتاج بیان باشد و در هر ولایت شهرها و دیهات می باشند هر کس بمجرد استماع این الفاظ
معانی این الفاظ می شناسند و بمجرد مشاهده شهر را از دیه تمیز میکنند قابل بیان اگر بود همین بود که شهری
خالی از حکام نمیماند خود سلطان باشد یا نائب سلطان باشد و در دیهات و خیدا نهاد صحرا خواه مخواه
رونق افزودن سلاطین ضروری است و نه نصایح گستری نواب شان واجب نظر برین صحرا و دیه را به
یکسو گذاشتن و کار گذاری سرکاری بذمه اهل شهر نهادند و ازین تقریر انیهم هویدا شد که جواز جمعه بسبب کس

[illegible] ش فراهمی مجمع کثیر نیست آری بالای ضرورت مشار
[illegible] شهر خالی از مجمع کثیره کمتر باشد و با اینهمه مردم شهر اکثر
[illegible] ل دیه ندارند و در مجامع کثیر اگرچه همه تسلیم نمی کنند
[illegible] وعظ و پند صحبت اش دیگران را براه حق کشد اکنون
[illegible] ت از کلام ربانی چون همه مردم را میسر نیست و احادیث
مصرحه این معنی بحد تواتر نرسیده اند و افهام علما مختلف شدند عوام را گنجایش امید مغفرت بر نهادن در صورت
وجوب نزدیکی و عدم وجوب نزدیکی بهم رسید و رفته رفته کاهلی نوبت تا آن رسید که متعصبان حنفیه عمداً ترک
و نهادن جمعه آغاز کردن و این ندانستند که اندرین صورت بفحوای المتقی من تتقی الشبهات در هیچ صورت نه تنها
جمعه ضروری است بلکه فرض ظهر هم واجب گردید یعنی این مسلّم که در هیچ صورت قواعد فرضیت باین معنی که اگر شرطی
از شرط مذکوره فوت شده تاهم ادای جمعه همچو نمازهای پنجگانه فرض است و منکر آن کافر قابل اعتماد نیست مگر
ارشاد دع ما یریبک الی ما لا یریبک قانونی اگر بهر موقع شک تجویز فرموده و آن اینکه اگر در فرضیت
احد الامرین بلاتعین یقین کامل حاصل باشد و به نسبت یگان یگان یقین کامل نبود بلکه ظن یا شک باشد
هردو را ادا باید کرد باداء یک امر فارغ نتوان نشست و این بدان ماند که مردی متدین یک روپیه یا کم و
بیش مثلاً قرض دیگری بذمه خود داشته باشد و پس از زمانه دراز در شک افتد که ادا کرده ام یا نی یا از اول
امر بودن قرض و نبودن آن مشکوک بود و صاحب دین حاکم است و امتحانش میکند که میدهد یا نمیدهد
اندرین صورت اقتضای دینداری همین است که ادا کند و اگر در مقدار قرض شک است یکروپیه است
یا دو روپیه می باید که هر دو روپیه ادا کند اگر صاحب حق تابع حق است که در صورت اقرار خویش بقدر
حق خویش خواهد گرفت باقی را باز خواهد فرمود چون در اینجا هم این صورت بوقوع آید می باید که
اهل اسلام هر دو را ادا کنند حق تعالی حق خود را قبول خواهد فرمود و باقی ما عوض واپس خواهد داد
یعنی هرچه که فرض شود آ [illegible] حسب قرار داد کرم
بر نوافل واجب است [illegible] حقوق سرکاری
اند عوض آنها بمقتضا [illegible] چنانچه باقی سرکا
همچو قرض رعایا واجب ال [illegible] همچو اسباب بازاری

و قرض عایا باید دانست که یک ذره هم اگر می گیر بنیمتش و عوضش ادا میکنند مگر چون نفرح جمعه قطع نظر از شرائط است
و هم شعار اسلام اگر از ادای نماز تهادون در ادایش رود و هند و مردمان کم فهم را بوجه کوته فهمی و معونت کاهلی مقصود شدن
نماز که موجب ترک جمعه شود و نه باعث افزایش نماز ظهر اند ریصورت بگمان این هیچدان مفتیان وقت را اختیار تاکید
جمعه و ممانعت ادای ظهر است او را میرسد که از ظهر باز دارد تا بجمعه مستقیم شوند و جمعه را قائم کنند چه اول حدیث اختلاف
امتی لهوا صحابی رحمة او کما قال مشعر این اختیار می نماید دوم تقرر خلیفه خود با طاعت و بیعت مردم وانسته است فی الفزال
آن بعزل او شان گره خورده چون اینقدر اختیار گران بها بادشاهان ارزانی فرموده اند نصب امام و واعظ که خصوصیت
از آنجا که بدست شان نباشد و وعظ و امامت از کارهای امام عام است امامت صغری و وعظ و پند با مامت کبری
و اولی الامر نسبتی دارد که نو ضعیف را بانور قویست اگر امامی موجود است دست بدست دیگری دادن نشاید که
اجتماع دو حاکم صد خشعهر بردارد [illegible] که قتل ثانی دو فار به بیعت اول ارشاد رفته مگر جائیکه یک باشد دو کسی را
امام خود گردانیدن چندان دور از قیاس نیست چه ایفوقت امامت امام توان کرد تا با مامت صغری چه رسد غرض
نظر با ختیار مشار الیه مسلمانان نصب امام خاص بدرجهٔ اولی باید داد و اینکار باذن او باید گرفت و این امامت را مخالفت
اشتراط امام عام نباید فهمید چه این شروط وقتی است که از امام عام نامی و نشانی باشد تا که با معنی جمع بین المختلفین
لازم نیاید چه در صورت وجودش اینکار حسب اشارات حدیث چنانکه بگذشت و موافق اشارات الفاظ قرآنی
اعنی اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کار امام عام بود اگر وعظ دیگر بشنوند و برامر و نهی دیگران کنند گویا همانرا اولی الامر
قرار دادند و بالمعنی در جنب خلیفهٔ اول خلیفه دیگر بانشاندند اکنون که سندش خالیست اگر واعظ دیگران بشنوند
محذوری نیست و چون موافق این تقریر این شرط از میان برخاست شرط مصر هم بیک طرف رفت چه اشتراطش
ملزوم اشتراط شرط امیر بود اگر ظاهر الفاظ روایات مشعره ضرورت مصر عام ائمه لهذا احتیاط همین است که تا مقدور
رعایت شهر پیش نظر مانده اگر کسی در دیهی جمعه قائم کند دست گریبانش نه زنند که اول این شرط ظنی بود
باز حسب تقریر مذکور بضعفی دگر دوان بهم رسید مگر علمای [illegible] هنوز باقی است غرض آن نیز ضروری ست چنانکه
ادای ظهر کم فهمان را موجب تهاون در جمعه می شود همچنان این اجازت نصب امام خاص و اختیار استماع مواعظ
[illegible] آن موجب تهاون در نصب امام عام است اگر جمعه متروک میشد نخاید همت اهل همتی بشوق جمعه
و مشاهده [illegible] اهل عصر و انبار روزگار کاری میکرد نظر برین جمع بین الظهر و الجمعه احوط میتاید ورنه وجوب نصب امام
اینها غمها شده نیست و پیدا است که این وجوب رفتنی نیست و اختیار نصب امام خاص و هیچکس این وجوب را

...رسد مگر بتقا... [illegible]

...بدون بر یشر... [illegible]

...باع قرآن... [illegible]

نیار... [illegible]

من... [illegible]

که... [illegible]

...کرده ام ... [illegible]

مشه... دانست که شروط حنفیه اگر معارض عموم ظاهری [illegible]

خطا... خطاب بحکم مقدمات مذکوره مستدعی آن [illegible]

نیست که حکم بعد عام با ... اوامر حکم ... بهمه شروط مذکوره از همین آیت

می زایند و احادیث مستنده فقط مفسره و موضح آن هستند مستند بشروط اند تا احتمال ابطال نص عام بروایات

احاد که بعضی آنها موافق خیالات بعض اکابر مطعون اند بدل نشیند مگر وقتیکه شرائط مذکوره موجه شدند بانه

فقط باین نظر که در بعض مواقع بدون این شروط هم میتوان برآید جرأت اهمال آن نباید فرمود آری بطور

احتیاط بوجه ضرورت دیگر اگر مرتکب این اهمال شوند چنانچه عرض کرده ام چندان دور از قواعد شرع نیست

که احتیاط از اهم مقاصد شرع شریف است و بسیاری از احکام مبنی بر احتیاط اند وجوب وضو پس از

نوم مبنی بر همین احتیاط است چنانچه الفاظ مشعره وجوب آن خود را ناظر گواه است و سنت غسل هنگام

هیچو فانک لاتدری این باتت یدک ثابت است بنائش بر همین احتیاط است وبس ٭

مناجات بدرگاه قاضی الحاجات مصنفه منشی حمید الدین صاحب رئیس سنبهل

خدایا به بخشائے بر حال من	که افتاده عصیان بدنبال من	بجا باشد ار گیری از من نگاه	که خود را همین میتنم عصیان پناه
زنا کردنیها همه کرده ام	ز آسایش خویش آزرده ام	اگر بخشیم باشدم آبرو	وگرنه سیه کارم و زرد رو
گناهان بیخود مکن در شمار	[illegible]	[illegible]	...کر برمن نگ... [illegible]
نه طاعت که باشد نیازم باو	[illegible]	[illegible]	هم کرده... [illegible]

الحمد لله والمنة که کتاب رساله [illegible] مطبع دهلی طبع گردید ٭

تالیفات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہم

ضیاء القلوب ۔۔	۳؍	جہاد اکبر ۔۔	ا؍
غذائے روح ۔۔	۳؍	ارشاد مرشد ۔۔	۔؍
گلزار معرفت مع قصیدہ	۲؍	درد نامہ غمناک ۔۔	۔؍
مثنوی تحفۃ العشاق	ا؍	تصفیۃ القلوب ترجمہ ضیاء القلوب	۳؍
کلیات امدادیہ	۱۰؍		

سوانح عمری

عہ ہر دو حصہ

حضرت مولانا رشید احمد صاحب

حصہ اول حالات ابتدائی تحصیل علم تکمیل شریعت نکاح مطب الزام بغاوت دورہ حدیث شریف کا سالانہ التزام نفقہ افتا شبہات علماء کا تشفی بخش جواب نکات حدیث تلامذہ کی تفصیل مدارس اسلامیہ کی سرپرستی بیت اللہ کی زبان حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے بیعت خانقاہ اور حجرہ کا فوٹو و دیگر حالات قیمت عہ و عہ

حصہ دوم متعلقہ طریقت حضرت کے اوصاف۔ اخلاق۔ عادات معمولات بعیہ حضرت کے سب خاندانوں کے سلسلے مع تربیت خدام تزکیہ و تصرفات خانقاہ کا فوٹو کرامات ملفوظات ارشادات و حکایات مبشرات منامیہ نقشہ روضہ انور قیمت عہ و عہ

القول البدیع فی اشتراط المصر للتجمیع	ا؍	جہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل ہر دو حصہ	۱۰؍
رسالہ علم غیب	۔؍	مرثیہ بر وفات حسرت آیات فخر المحدثین حضرت مولانا گنگوہی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۔؍
کلمہ طیبہ بخط طغرے	۔؍		
ارسجہ لدفع النجہ	۔؍		

احسن القری فی توضیح اوثق العری

یہ رسالہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ دیوبند کی تصانیف سے ہے رسالہ کے مطالعہ سے حضرات غیر مقلدین کے جملہ اقوال و مسائل کا پوری طرح سے اندازہ ہو سکتا ہے قیمت ولایتی کاغذ ۱۲ ؍ دیسی ۱۰ ؍

مطرقۃ الکرامۃ

یہ کتاب عجیب و غریب بار د شیعہ میں یکتا بنی ہے قیمت ۸ ؍

تالیفات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جس نے مولانا کی تقریر سنی ہو گی وہ تو جانتا ہی ہو گا اور جس نے نہیں سنی وہ آپ کی تالیفات سے دریافت کر سکتا ہے کہ آپ کو حق تعالیٰ نے کس درجہ کا علم و فہم عطا فرمایا تھا

آب حیات

یہ مضامین کہیں دیکھے نہ سنے یہ کتاب آپ نے سفر حج میں حضرت مرشد برحق کو سنا کر صلہ دعا و تحسین کا خلعت لیا تھا۔ اسمیں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات کا ثبوت ہے عہ

ہدیۃ الشیعہ ۔۔	عہ	تقریر دلپذیر ۔۔	عہ
اجوبہ اربعین ۔۔	عہ	حجۃ الاسلام مع تتمہ	۔؍
انتباہ المومنین ۔۔	ا؍	مباحثہ شاہجہانپور	۔؍
میلا خدا شناسی	۔؍	انتصار الاسلام	۔؍
قبلہ نما ۔۔	۔؍	تصفیۃ العقاید ۔۔	۔؍
توثیق الکلام ۔۔	ا؍	دلیل محکم ۔۔	ا؍
تحفہ لحمیہ ۔۔	۔؍	تحذیر الناس	۔؍
مناظرہ عجیبہ ۔۔	۔؍	فیوض قاسمیہ	۔؍
[illegible] قرآنی ۔۔	۔؍	جمال قاسمی ۔۔	ا؍
لطائف قاسمی	ا؍	قصاید قاسمی ۔۔	۲؍
[illegible] حصہ اول	۔؍	تفسیر پارۂ تبارک نظم	۔؍
[illegible] دوم	۵؍	مجموعہ شان و شوکت جیسیں	۵؍
حصہ سوم	۵	مختلف و برجہ غزلیات	۳؍
چہل حدیث مترجم	[illegible]	قصا[illegible] میں	[illegible]
ترغیب الصلوٰۃ والعبادت	۔؍	[illegible] جواب [illegible]	ا؍

حمائل شریف انصاری مجلد نہایت صحیح	عہ
قرآن شریف مجلد چرمی عہ عمہ تقطیع ۲۶×۲۰ مجلد پارچہ	عہ
حمائل شریف مترجم مولوی عاشق الٰہی صاحب مطبوعہ یا معہ رسالہ حالات حضرات انبیا علیہم السلام مجلد ہے ربا جلد	عہ
غرائب البیان فی مناقب النعمان حضرت امام اعظم کے مناقب	۔؍

[illegible]

حضرت مو...

امداد السلوک	... ترجمہ فرمایا تھا۔ فارسی	[illegible]
ہدایۃ الشیعہ	...علی لکھنوی مجتہد کے دس سوالوں اور ایک اشتہار کا جواب نہایت مدلل دیا ہے جو شیعے سے تعلق رکھتا ہے	[illegible]
زبدۃ المناسک	ضروریات حج سب اس میں درج ہیں مع محاورات عربی مروجہ	[illegible]
البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ	رد بدعات تحقیق معانی سنت و بدعت و تفصیل دلائل ابطال بدعات مروجہ میں ایسی کتاب دیکھی نہ سنی جس کے قواعد کلیہ سے ہر شخص بدعت و سنت کو خود سمجھ لے	[illegible]
سبیل الرشاد	مسائل مختلفہ اہل حدیث و حنفیہ جہر آمین و فاتحہ خلف الامام و تقلید وغیرہ کی تحقیق میں جس کو مخالفین دو نو نے تسلیم کر لیا ہے اردو	[illegible]
لطائف رشیدیہ	چند استفسارات متعلقہ آیات قرآنی جوابات مع نحوی ثبوت پردہ مروجہ شرفاء ہند یا آیات و روایات و شرح حدیث شریف متعلقہ اخر رجل دخل الجنۃ	[illegible]
قطوف دانیہ در تحقیق جماعت ثانیہ	مسجد محلہ میں تکرار جماعت کی کراہت فقہ و احادیث صحیحہ سے ثابت فرمائی ہے۔ فارسی	[illegible]
رسالہ تراویح	غیر مقلدین کا رد اور مذہب مقلدین کا احادیث صحیح سے اثبات بابت بست رکعت تراویح	[illegible]
فتوے میلاد	یہ ایک استفسار کا جواب ہے جسمیں حضرت مولانا ممدوح اور بہت سے علماء کے مفصل جواب بارہ مجالس مروجہ میلاد	[illegible]
رسالہ جمعہ	اہل حدیث کے ایک فتوے کا جواب ہے	[illegible]
رسالہ وقف	اہل حدیث نے ثابت کیا تھا کہ اوقاف قرآنی جبر... حفاظ کا ... احادیث ... اسکا جواب احادیث صحیحہ سے	[illegible]
فتوے ظہر	ظہر احتیاطی ...	
ہدایۃ المعتدی	قرأت فاتحہ ... جس کو مخالف...	

...	...	[illegible]
... بہشتی ...		
کلید مثنوی	... مثنوی ... کی شرح	[illegible]
تکمیل الیقین	احکام الٰہیہ کے اسرار اور حکمتیں ولایتی کاغذ	[illegible]
اصلاح الرسوم	یہ کتاب نہایت مفید واقع ہوئی ہے جس میں رسوم مروجہ کو دلائل سے باطل کیا ہے	[illegible]
فروع الایمان	مومن میں جو خصائل ہونے چاہئیں یعنی خصائل ایمان	[illegible]

مناجات مقبول	[illegible]	القول الصواب فی مسئلۃ الحجاب	[illegible]
صفائی معاملات	[illegible]	اصلاح ترجمہ نذیریہ	[illegible]
جزاء الاعمال	[illegible]	تحقیق تعلیم انگریزی	[illegible]
حق السماع	[illegible]	خطبہ ماثورہ	[illegible]
تجوید القرآن نظم	[illegible]	علاج القحط	[illegible]
حقوق الاسلام	[illegible]	الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح	[illegible]
طریقہ مولد	[illegible]		
سبق اللغات فی	[illegible]	اصلاح ترجمہ حیرت	[illegible]
نسق الآیات		رونمائے مثنوی	[illegible]
اقتصاد در بحث	[illegible]	اصلاح الخیال	[illegible]
تقلید و اجتہاد		حفظ الایمان	[illegible]
شہ ... تعلیم الطالب	حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ کی منظوم میں ایک رسالہ ضروریات دینیہ ... وفات ... تمام ... اجزاء اخلاق ... معاملات کا بیان قیمت		[illegible]

المشتہر مولوی ... وسہارنپور